از: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
انٹرویو : شرمین عبید اور ٹی وی ٹیم
ضبط و ترتیب : حافظ عرفان الحق حقانی

پاکستان عالمی دہشت گردی کے نرغے میں

امریکی ٹیلی ویژن پی بی ایس (PBS) کو دیا گیا انٹرویو

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ملک کی داخلی خارجی صورتحال، ایٹمی سائنسدانوں کی تفتیش، پاک و ہند امن مذاکرات، مسئلہ کشمیر، صدر پاکستان پر قاتلانہ حملے، دینی مدارس اور تنظیموں پر پابندی وغیرہ، حساس مسائل پر اہم انٹرویو۔ یہ انٹرویو امریکہ کے شہرہ آفاق ٹی وی چینل پی بی ایس (پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم) کیلئے معروف صحافیہ مس شرمین عبید نے لیا جو اس مقصد کے لئے مختصر دورے پر امریکہ سے آئی تھیں۔ یہ انٹرویو 11 فروری 2004ء کو مولانا کی رہائش گاہ پر لیا گیا۔ جسے ٹیپ ریکارڈ سے حافظ عرفان الحق حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ نے قلمبند کیا۔

صدر پر قاتلانہ حملے:

س: مولانا! آپ بتائیں کہ صدر پرویز مشرف کی زندگی پر اتنے حملے کیوں ہو رہے ہیں؟

ج: وہ دوطرفہ دباؤ کے شکار ہیں، بیرون ملک جو اسلام دشمن قوتیں ہیں وہ سب عالم اسلام کے خلاف اکٹھی ہوگئی ہیں، خاص طور پر انہوں نے پاکستان کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اور وہ صدر پرویز مشرف پر دباؤ ڈلل رہے ہیں اور ان سے وہ کام کروانا چاہتے ہیں جو کہ ہمارے ملک کے مزاج، نظریہ، تاریخ اور اس ساری صورتحال کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتے۔ اب ایک راستہ تو یہ تھا کہ صدر مشرف ڈٹ جاتے اور استقامت کی راہ اختیار کرتے اور وہ کہتے کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں، ہماری اپنی ایک شناخت اور تشخص ہے۔ آپ کے دباؤ پر ہم سب کچھ تبدیل نہیں کر سکتے۔ آپ ہمیں آزاد اور خوددار قوم کی حیثیت سے اپنے حال پر چھوڑیں، آپ کے ساتھ دوستی رہے گی لیکن ہم سے وہ کام نہ کروائیں جو ہمارے مزاج تشخص، دین، آزادی اور خودداری کے منافی ہوں۔ لیکن وہ بیچارہ یا تو اپنے آپ کو حالات میں پھنسا ہوا سمجھتا ہے۔ یا وہ سمجھتا ہے کہ موجودہ راستہ اختیار کر کے میں ملک کو بچا سکوں گا۔ دوسری طرف وہ طبقے ہیں جو ان اقدامات سے ناخوش ہیں، جنہوں نے افغانستان میں قربانیاں دیں، عراق کی صورتحال اور امریکی عزائم ان کے سامنے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ

اس طرح تو ہماری آزادی سلب ہورہی ہے۔ وہ امریکہ کی ظالمانہ اور جارحانہ ظلم و بربریت کا شکار ہورہے ہیں تو ایسے لوگ ردعمل میں یہ سب کچھ کررہے ہیں۔ مگر انہیں اب تک بے نقاب نہیں کیا جاسکا۔ یا پاکستان دشمن بیرونی قوتیں ہیں جو اس صورتحال سے فائدہ لینا چاہتی ہیں۔ اور پرویز مشرف کو نشانہ بناتی ہیں، تاکہ پاکستان میں عدم استحکام ہو اور رہا سہا سیاسی سٹ اپ بھی تہس نہس ہو جائے۔ چکی کے ان دو پاٹوں میں وہ بیچارہ پس رہا ہے۔ اس کو خودداری کا راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا دشمن کو سمجھانا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں قوم کا ایک خاص مزاج ہے، دینی مزاج ہے اور دینی قوتیں ہیں، پارلیمنٹ ہے، اس سب کچھ سے بالا بالا ہم آپ کی مرضی پر نہیں چل سکتے۔ اس سے پہلے بھی یہ دباؤ تھا نواز شریف اور بے نظیر کے زمانہ میں حکمرانوں سے پالیسیاں بنوائی جارہی تھیں مگر وہ ذرا احتیاط اور قوم سے ڈرتے ہوئے کچھ اقدامات کرتے تھے۔ جبکہ موجودہ صدر صاحب کا انداز یہ ہے کہ وہ بہت جلد ان کی باتوں اور دباؤ میں آجاتے ہیں یا ان کا خیال ہوگا کہ اس طرح میں ملک کو بچالوں گا، ورنہ تو یہ ملک بھی کھنڈر بن جائے گا۔

پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور درپیش خطرات:

س: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کے نیوکلیئر سورسز پر نظریں جمائے ہوئے ہے؟

ج: اب سے نہیں بلکہ بہت ہی پہلے جب پاکستان نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت سے امریکہ کو یہ برداشت نہیں تھا وہ کسی بھی اسلامی ملک کو دفاعی لحاظ سے مستحکم نہیں دیکھنا چاہتا اس کا جو پروگرام اور منصوبہ ہے وہ پورے عالم اسلام پر قبضہ اور کنٹرول کرنے، اور غلام بنانے کا ہے وہ تو یہ بھی برداشت نہیں کرے گا کہ ہمارے پاس کوئی ایک بندوق بھی ہو، ایٹم بم تو بڑی بات ہے اسوقت بڑی حکمت عملی سے ہمارا یہ پروگرام چل پڑا، امریکہ کو پتہ بھی چلا لیکن وہ عالمی صورتحال اور افغانستان کے اندر رشین وار کے دوران سمجھتا تھا کہ پاکستان کو ناراض نہیں کرنا چاہیے، بہرحال جو بھی حالات تھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ماحول بنایا کہ یہ سب کچھ امریکی سمجھتے ہوئے بھی پی گئے۔ لیکن وہ اس تاک میں تھے کہ کسی وقت اس سارے پروگرام کو سمیٹا جائے۔ اب ۱۱ ستمبر کے بعد کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ کہاں کہاں اس کے منفی اثرات پڑے ہیں، افغانستان تباہ و برباد ہوگیا اس کی آزادی چھین لی گئی یہ سب کچھ دنیا دیکھ رہی ہے اور سمجھتی ہے کہ زیادتی ہورہی ہے۔ عراق کے ساتھ جو کچھ ہوا، عراق کو جبراً قبضہ کیا گیا نہ تو وہاں کوئی مہلک ہتھیار تھے نہ کسی قسم کا کیمیائی مواد تھا، اب صدر بش بھی دبے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ یہاں پر مہلک ہتھیار تو نہیں تھے مگر اس کے بنانے کی سوچ پیدا ہوگئی تھی یعنی کسی کے ذہن میں آنے والی چیز پر بھی وہ سیخ پا تھے اور اسے قابل ہلاکت سمجھتے تھے۔ ایسے حالات میں اگر یورپین اور امریکی اقوام باضمیر، بیدار اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے ہوتے تو انہیں بش کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے تھا کہ اب تو آپ کا اعتراف آگیا کہ کچھ نہیں تھا تو کیوں ایک آزاد قوم کو آپ نے تباہ کردیا اسے (بش)

ملزموں کے کٹہرے میں لانا چاہیے تھا۔

پاکستان کا تو سب کچھ چھن گیا:

بہرحال عراق کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا لیکن پاکستان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دنیا کو نظر نہیں آ رہا ہے اور نہ اس پر دنیا میں کوئی چیخ و پکار سننے میں آ رہی ہے جبکہ ہماری حالت افغانستان اور عراق سے بھی بدتر کر دی گئی۔ بغیر توپ و ٹینک اور بموں کے ہمارے ساتھ وہ کچھ ہوا جو دنیا محسوس نہیں کر رہی ہے جبکہ ہمارا تو سب کچھ چھن گیا۔ ہماری سالمیت ' خودمختاری' آزادی بالکل ختم ہو گئی۔ عراق اور افغانستان سے زیادہ تباہی ہم پر آئی ہے۔ ۵۷ ہزار سے زیادہ پروازیں یہاں سے ہوئیں اور افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ہم ایک ایک کو چُن چُن کر بے گناہ پکڑتے ہیں' کسی عدالت میں پیش نہیں کرتے اور اسے گوانتانامو پہنچا دیتے ہیں۔ خود حکومت یہ اعتراف کرتی ہے کہ تقریباً 600 آدمیوں کو ہم نے امریکیوں کے حوالے کر دیا اور پھر F.B.I یہاں پر دندناتی رہی ۔ ہمارے ایک درجن کے قریب چھوٹے بڑے ہوائی اڈے اب تک ان کے قبضے میں ہیں اور جہاں وہ چاہتے ہیں آپریشن شروع ہو جاتا ہے ۔ وانا اور قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن آپ کے سامنے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آزادی اور خودمختاری تو بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ ساری چھن گئی اس کو دنیا دیکھتی ہی نہیں تو ہمارے ساتھ بھی بغیر گولی چلائے وہی سلوک ہوا ہے جو عراق اور افغانستان کے ساتھ ہوا۔ اب اس ساری صورتحال کے پس منظر میں امریکہ چاہتا ہے اور اس کی ساری تگ و دو وغوغا آرائی جو ہے یہ اس ایٹمی پروگرام کو بھی سلب کرنے کی ہے کبھی وہ موسم بہار کے آپریشن کی بات کرتا ہے کبھی کوئی اور ایک شخص (اسامہ بن لادن) کو آڑ بنا کر اس نے پوری دنیا کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اب بھی اسی شخص کی آڑ میں وہ کہتا ہے کہ بہت بڑا آپریشن کروں گا جسے بہار آپریشن کا نام دیا جا رہا ہے اس وقت ایٹمی سائنسدانوں کے بارے میں جو دباؤ ہے' میں نے سنا ہے کہ ۱۵۔۱۶ سال سے امریکہ کو سب کچھ پتہ تھا تو وہ خاموش کیوں تھا اس نے کوئی شور نہیں مچایا نہ کسی حکومت پر اعتراض کیا' اس کو پتہ تھا کہ حالات ایسے نہیں ہیں کہ میں پاکستان کا ایٹم بم اور ایٹمی صلاحیت سلب کر سکوں۔ کسی موزوں وقت کے انتظار میں تھا کہ یہ وہ مسئلہ اٹھا سکے۔ خود پرویز مشرف نے بھی کہا ہے کہ پندرہ سال سے ان کو معلوم تھا تو یہ کیوں خاموش رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ۱۵ سال تک اس لئے خاموش تھے کہ وہ اس مسئلہ کو چھیڑنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے نہ ایٹمی سائنسدانوں کو رسوا کر سکنے کی جرات کسی کو ہو سکتی تھی ۔ پرویز مشرف کی پالیسیوں سے ان کو حوصلہ ملا اور افغانستان و عراق کی تباہی کے پس منظر میں وہ سمجھ گئے کہ ایک اچھا موقع ہے اور یہی وقت ہے کہ جو کچھ کروانا چاہو مگر میں سمجھتا ہوں کہ آگے جا کر مختلف دباؤ ڈالیں گے' یہ وہ دباؤ ڈال کر کہیں گے کہ اچھا ہم ایٹمی صلاحیت کے ساتھ نہیں چھیڑتے لیکن یہ موسم بہار کا آپریشن اور اس طرح کے دیگر سب

کاموں میں ہمارا ساتھ دو اس میں امریکی فوجی آئیں گے اور پھر امریکی صرف افغانستان تک محدود نہیں رہیں گے‘ وہ قبائل میں بھی گھسیں گے اور جیسا کہ فوج کا ایڈوانس جاری رہتا ہے وہی صورت پیدا ہوسکتی ہے پھر کیا گارنٹی ہے کہ وہ ہمارے سرحدات کے اندر داخل ہوکر قریبی علاقے نہ لتاڑیں۔

سلسلہ کہاں جا کر رکے گا؟

جب یہ مقصد حاصل ہو جائے گا تو پھر دوبارہ متوجہ ہو جائیں گے کہ آپ یہ ایٹمی صلاحیت ہمارے حوالے کردو کیونکہ سائنسدان بھی قابل اعتماد نہیں رہے۔ تمہارے اب تک کے سارے جرنیل اور حکمران بھی قابل اعتماد نہ تھے تو اب غیر محفوظ ہاتھوں میں ہے اور ہم اسے غیر محفوظ ہاتھوں میں نہیں چھوڑ سکتے نتیجہ بالاخر یہی ہوگا کہ دنیا کے ایک واحد اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت بالاخر سلب کردی جائے گی اور چھین لی جائے گی یہ ایک واضح پلاننگ ہے۔ صدر صاحب اس ساری صورتحال کو کیوں نہیں سمجھ رہے ان کو اس بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ اچھالا گیا ہے جو اگر جرم تھا تو ساری دینا میں ہو رہا تھا ایٹمی پھیلاؤ کا سلسلہ ساری دنیا میں جاری ہے اور اس پھیلاؤ میں سب سے زیادہ حصہ یورپین ممالک نے لیا ہے۔ آج ہی صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ خود امریکہ ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث ہے۔ ایٹمی پھیلاؤ ہی تھا کہ اس نے اسرائیل کو ایٹمی صلاحیت دی پھر بھارت اور اسرائیل نے ایٹمی صلاحیت کے تبادلے کئے‘ روس بھی بیچ میں ان کے ساتھ برابر کا شریک تھا‘ اگر یہ جرم تھا تو پھر یہ سارے مجرم کیوں نہیں پکڑے جاتے اور سوویت یونین کی شکست کے بعد مجھے معلوم ہے کہ پشاور‘ کابل اور مختلف علاقوں میں لوگوں نے سروں پر سامان اٹھایا ہوا تھا اور پھر کر آوازیں دے رہے تھے کہ افزودگی کا سامان لے لو افزودگی کا سامان لے لو‘ سنٹرل ایشیا کے روسی ریاستوں‘ قازقستان‘ تاجکستان وغیرہ اور ان علاقوں میں ساری ایٹمی مواد اور وسائل گلی گلی بازاروں اور مارکیٹوں میں خفیہ اور اعلانیہ نیلام ہو رہے تھے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت یہ لوگ (امریکہ) بے مقصد ایک شور اٹھائے ہوئے ہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے اگر پاکستان کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر عالم اسلام کے کسی بھی ملک کا مستقبل محفوظ نہیں ہوگا۔

اسلامی بم:

س: مولانا! آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان چونکہ اسلامی ملک ہے اس لئے وہ ہماری ایٹمی صلاحیت نہیں برداشت کرتے اور اگر ہم مسلمان نہ ہوتے تو پھر وہ ہمیں چھوڑ دیتے؟

ج: بالکل یہ بات واضح ہے کیونکہ جب یہ ایٹم بم بنا تو انہوں نے اسلامی ایٹم بم کا نام دیا اسی وقت ان کی اندر کی خباثت اور اسلام دشمنی باہر آگئی۔ حالانکہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پہلے امریکہ کا بم بنا تھا تو اسے عیسائی بم نہیں کہا گیا‘ چین کا ایٹم بم بنا تو کمیونسٹ بم نہیں کہا‘ اسرائیل کا بنا تو یہودی بم نہیں کہا‘ بھارت نے بنایا تو ہندو بم نہ کہا

اور جب ایک مسلمان ملک نے بنایا تو وہ ''مسلمان بم'' ہو گیا۔ اس وقت سے انہیں یہ ہضم نہیں ہو پا رہا۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کے ہاتھ پاؤں بالکل بھیڑ بکریوں کی طرح بندھے رہیں، جب بھی ہم چاہیں تو انہیں ذبح کر دیں۔ ظاہر بات ہے کہ دشمن یہ نہیں برداشت کر رہا تھا سر یہ تو اللہ تعالیٰ نے پاکستان پر ایک احسان کیا کہ اتنی بڑی نعمت ایٹمی توانائی کی دیدی مگر اس نعمت کی اگر ہمارے حکمران قدر نہ کریں تو یہ خودکشی ہوگی اپنے پاؤں خود کاٹنے والی بات ہوگی۔

موجودہ پالیسیاں اور پاکستانی قوم:

س: آپ کے خیال میں کیا پاکستانی عوام صدر مشرف سے خوش ہیں؟

ج: جو لوگ حکومت کے قریب ہیں اور اس میں شامل ہیں اور ان کے مفادات ہیں اور وہ دباؤ میں ہیں کہ اگر ہم مخالفت کریں گے تو احتساب کے نیب کا پھندا ہمارے گلے پڑ جائے گا اسی طرح جو کرپٹ لوگ ہیں اوپر کی سطح پر تو وہ بھی دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے اچھی پالیسی نہیں ہے۔ لیکن وہ مجبوراً اس کے ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ لیکن عوام جو ۹۵٪ ہیں وہ ان ساری پالیسیوں سے سخت بیزار ہیں وہ امریکی چالبازیاں اور سازشیں سمجھ چکے ہیں۔ CNN نے سروے کیا تھا اس میں ۹۰ یا ۹۵ فیصد لوگوں نے امریکی پالیسیوں سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر اور سائنسدانوں سے سلوک:

اس وقت جو ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ اور خاص کر ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ ہوا اس سے پوری قوم سکتے کی حالت میں ہے اور لوگ خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ آپ بازار میں جائیں یا کسی ہوٹل میں یا بار بر شاپ میں کہیں جائیں ہر جگہ یہی گفتگو ہو رہی ہے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، ہمارا سب کچھ لٹ گیا اور آزادی سلب کی گئی کوئی بے بصیرت انسان بھی تو ایسا نہیں ہوگا جو کہ خود اپنے ہاتھ پاؤں باندھ لے اور دشمن سے کہے کہ آؤ جو کچھ کرنا ہے کرو۔ ایٹمی ہتھیار پھیلانے کی کچھ باتیں سامنے آئیں گی تو میڈیا وار کا دور ہے تو ان کی طرف اپنی توپیں کھولنے کی بجائے اپنی طرف کھولیں ورنہ ان پر الزامی یلغار کیا جاتا کہ تم نے ان ان مواقع پر یوں یوں کہا، تمہارے سائنسدانوں نے یہ سب کچھ کیا ہے، یورپ نے ایٹمی ہتھیار اور جوہری صلاحیتوں کا بازار گرم کیا اور بروکر بن گئے۔ اور تم لوگوں نے اور اسلام دشمن قوتوں نے خود ایک دوسرے کو دی اس طرح جوابی وار ہونے چاہیے تھی۔

پاک و ہند دوستی اور امن مذاکرات:

س: آپ کے خیال میں انڈیا کے ساتھ دوستی کا جو سلسلہ چل رہا ہے تو کیا یہ یوں ہی چلتا رہے گا یا پچھلی دوستیوں کی طرح ختم ہو جائے گا؟

ج: اصل میں جو بنیادی چیز ہے جب تک وہ بیچ میں پڑی رہے گی۔ جو تنازعات کی بنیاد ہے۔ لوگوں کے

جھگڑے ہوتے ہیں تو حل کرنے کے لئے پہلے وہ چیز لی جاتی ہے جس پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کنویں میں جب تک پلید چیز پڑی رہے گی جس نے سارا ماحول خراب کیا ہوا ہے اور بدبو پھیلی ہوتی ہے اور پلیدی پانی میں سرایت کرگئی ہے۔ اب اس کنویں سے جتنے بھی ڈول نکالو یا واٹر پمپ لگاؤ اور جتنا بھی پانی نکالو مگر یہ کنواں پلید اور ناپاک ہی رہے گا جب تک وہ پلید چیز بیچ میں پڑی رہے گی۔ اور نکالیں گے نہیں تو آخر تک پلید ہی رہے گا۔

کشمیر اور بنیادی اصول سے انحراف:

اسی طرح ہماری بنیادی وجہ نزاع کشمیر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مغرب اور ساری دنیا اصل چیز کے بارے میں نہیں سوچتی کہ ہمارا جھگڑا کس بات پر ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک زمین کے حدود متعین کرنے کا مسئلہ ہے یا بارڈر کا مسئلہ ہے یا جغرافیائی لحاظ سے جھگڑا ہے ایک جگہ پر وہ قبضہ کا دعوی کرر ہے ہیں اور ادھر ہم کرر ہے ہیں' لوگ اس مسئلہ کو اس حد تک محدود سمجھتے ہیں لیکن یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ بنیادی اصول کا ہے' اصولاً جب پاکستان بن رہا تھا تو خود انگریزوں اور تمام قوتوں نے فریقین سے یہ فارمولہ طے کیا کہ برصغیر میں جہاں مسلمان اکثریت ہوگی تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ہوگا اور اگر ہندوؤں کی اکثریت ہے تو ہندوؤں کے ساتھ رہے گا۔ تو یہ فارمولہ طے پا گیا کہ جہاں جس قوم کی اکثریت ہوگی وہ حصہ انہیں دے دیا جائے گا۔ خود پاکستان میں بھی اسی بنیاد پر فیصلہ ہوا' صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت تھی اور یہاں پر مسلمانوں کی اکثریت تھی تو اس فارمولے کے مطابق سرحد میں بھی ووٹنگ ہوئی' ریفرنڈم ہوا اور سرحد کے لوگوں نے اکثریت سے کہہ دیا کہ ہم نے پاکستان کے ساتھ رہنا ہے۔ اسی فیصلہ کے مطابق سرحد پاکستان میں شامل ہوا۔ سندھ میں بھی قرارداد پاس ہوئی۔ اور سندھ اس بنیاد پر بھارت کے بجائے پاکستان کے ساتھ شامل ہوا' یہی بات کشمیر میں بھی ہونی چاہیے تھی لیکن وہاں اس فارمولے کو بالکل نظر انداز کیا گیا۔ وہاں کا راجہ ڈوگرہ ہندو تھا' اس کا قبضہ اور تسلط تھا تو ہندو ہونے کی وجہ سے اس نے خود اپنی ریاست ہندوؤں کے حوالہ کردی۔ اسطرح وہاں یہ فارمولہ پامال ہوا۔ بات استصواب رائے کی ہوئی تھی وہ پاکستان میں بھی ہوئی اور بھارت میں بھی' لیکن کشمیر اسی طرح رہ گیا یہ ریاست ان کے حوالہ کردی گئی جبکہ مسلمان اکثریت میں تھے۔ چنانچہ پاکستان سے ایک تحریک اٹھی کشمیر کے لئے لوگ چل پڑے اور جہاد شروع ہوا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد قبائل اور یہ سرحدی ریاستیں اس کے لوگ تھے اس طرح ایک یلغار کشمیر پر ہوگئی اس سے کشمیر کے کافی علاقے لداخ' گلگت وغیرہ قبضہ بھی ہوگئے۔ تب ہندوؤں کو سوچ آئی کہ اس طرح تو سارا کشمیر ہم سے چھن جائے گا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو بڑی عیاری سے جنگ بند کرادی گئی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے خود کہا کہ جنگ بند کراؤ میں خود اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو لے کر جاتا ہوں اس کے ذریعہ ہم فیصلہ کریں گے' وہ بڑے شاطرانہ طریقہ سے یہ مسئلہ ادھر لے گیا۔ پھر اقوام متحدہ نے خود فیصلہ دیا کہ کشمیر میں بھی پاکستان اور

ہندوستان کی طرح استصواب رائے ہونی چاہیے۔اس طرح سے یہ سلسلہ چلا مگر اب تک بنیادی اصول پامال کئے جاتے رہے اور کشمیر پر وہ قابض ہیں لوگ چیخ رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کراؤ لیکن وہ تیار نہیں ہیں نہ مغرب اور نہ امریکہ دباؤ ڈالتا ہے امریکہ تین چیزوں کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

امریکہ تینوں اصول پامال کرر ہا ہے:

(۱)　انسانی حقوق کا جہاں وائیلیشن ہوتا ہے وہ طوفان مچاتا ہے یا ہوتا ہے یا نہیں خود جا کر وائیلیشن کرتا ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کے نام پر اس کے لئے بڑا چیختا چلاتا ہے' ہم کہتے ہیں کہ بڑی اچھی بات ہے انسانی حقوق کا تحفظ ساری انسانیت کا مسئلہ ہے۔

(۲)　دوسری چیز جمہوریت ہے جس کا بڑا علمبردار بنتا ہے ۔ساری دنیا میں جمہوریت کا شوروغوغا ہے کہ جمہور جو کچھ چاہتے ہیں وہی ہونا چاہیے۔

(۳)　تیسری چیز جسے اس نے بڑا بت بنایا وہ ایک بڑا معبود اور مقدس گائے وہ اقوام متحدہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا میں فیصلے ان تین اصولوں کے ماتحت ہوں۔انسانی حقوق کا وائیلیشن نہ ہو۔دوسری بات یہ جمہوری طریقہ سے فیصلے ہوں۔تیسری بات یہ کہ اقوام متحدہ کو مکمل اختیار ہو لیکن عملاً وہ ان تینوں اصولوں کو کشمیر کے سلسلہ میں پامال کر دیتا ہے۔دیکھئے کہ انسانی حقوق کے اعتبار سے وہاں ۹۰ ہزار افراد شہید ہوئے' بچے یتیم ہوئے' عورتیں بیوہ ہوئیں' عورتوں کی عصمت دری ہوتی ہیں' اور کشمیری شکنجے میں ہیں۔اسلام کو چھوڑیئے ریاست کو چھوڑیئے جو انسانی حقوق کا وائیلیشن ہو رہا ہے دنیا میں اسکی کوئی مثال ہے؟ سات لاکھ ہندو فوجی ان کے سینوں پر بیٹھے ہیں اور وہ جو کچھ چاہ رہے ہیں کر رہے ہیں اور آپ دیکھتے رہتے ہیں۔دوسری بات آتی ہے جمہوریت کی' دنیا میں ہم جمہوریت اور ووٹنگ کے ذریعہ ہر فیصلہ کر سکتے ہیں' ساری دنیا کو یہ حق حاصل ہے تو کشمیریوں کو یہ حق کیوں حاصل نہیں ہے کہ وہ جمہوری اصولوں اور قدوروں کے مطابق فیصلہ کرے جس کا نام استصواب رائے بھی ہے' خود اقوام متحدہ ۱۹۴۸ء میں فیصلہ دے چکا ہے مگر امریکہ کو اقوام متحدہ کا فیصلہ نظر نہیں آ رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ قرارداد بہت پرانی ہوگئی اور یہی اقوام متحدہ تھا جس کی قرارداد عراق کے بارے میں آئی اور امریکی مقاصد تھے تو عراق پر منٹوں اور سیکنڈوں میں پابندی لگ گئی' یہی قرارداد جب افغانستان پر پابندیاں لگانے کے بارے میں آئی تو دس بیس دنوں کے اندر یہ جبری لاگو بھی کردی گئی۔ اور یہی قرارداد مشرقی تیمور کے بارے میں آئی تو وہ چند ہفتوں میں پاس کروا کے بندوق کی نوک سے اس کو نافذ کروایا گیا اور دنیا کا سب سے بڑا اسلامی سٹیٹ انڈونیشیا اس طرح سے دولخت کیا گیا اور جب یہاں قرارداد آئی تو یہاں کشمیر میں چونکہ مسلمان ہیں تو جس قرارداد سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ تو ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جاتی ہے۔

اور جس قرارداد سے اسلام دشمن قوتوں کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے وہ منٹوں میں لاگو کروایا جاتا ہے۔ اب کہا جارہا ہے کہ یہ قرارداد کشمیر کے بارے میں ۱۹۴۸ء کی ہے جو بوسیدہ اور پرانی ہو چکی ہے جبکہ قرارداد ایک معاہدہ ہوتا ہے علوم عمرانی میں ہے کہ دو حکومتوں کے درمیان جو بھی باتیں اور معاہدے طے ہو گئے اسکو لاگو کرنا ہوگا۔ وہ جتنی پرانی کیوں نہ ہو جائیں پھر تو اس طرح کوئی تو جابر قوت ہر قرارداد کو روک دیا کریگا۔ اگر دیگر قراردادیں نافذ العمل کئے جاسکتے تھے تو اسے کیوں نافذ نہیں کروایا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاک بھارت جنگ ختم ہونی چاہیے' دونوں کو نقصان ہے' دونوں ملک افلاس اور غربت اور تباہی کی طرف جارہے ہیں' دونوں ملکوں کی صلاحیت اور وسائل ۷۰ فیصد فوج کھا رہی ہیں۔

قیام امن کی لاحاصل کوششیں:

جنگ ختم ہونی چاہیے اور امن قائم ہونا چاہیے لیکن امن تب ہوگا جب اصل مسئلہ حل ہوگا حال ہی میں سارک کانفرنس کے موقع پر واجپائی کے ساتھ بات چیت' ملاقاتیں ہوئی' معانقے اور دعوتیں ہوئیں یہ سب کچھ ایک دباؤ کا نتیجہ تھا لیکن بنیادی بات چھیڑی ہی نہیں گئی تو جب تک بنیادی بات بیچ میں نہیں لائے جائے گی تو وہ قوم جسے غلام بنایا گیا ہے کس طرح آرام سے بیٹھے گی وہاں تو پھر بھی تحریک جاری رہے گی۔ ہم دستبردار بھی ہو جائیں لیکن اصل مسئلہ تو کشمیری قوم اور ایک ریاست کی غلامی کا ہے' وہ تو تحریک چلاتے رہیں گے' اور بھارت پھر پاکستان پر الزام لگائے گا کہ یہ دہشت گردی اور دراندازی ہے' پھر تعلقات خراب ہوں گے تو ساری مشقت اور ایکسرسائز بے فائدہ ہو جائے گی۔ اب خدا کے لئے انکو سوچنا چاہیے کہ بنیادی مسئلہ حل کیا جائے' جہازوں' ٹرینوں' ریلوں اور بسوں کے آنے جانے سے تو جھگڑے حل نہیں ہوتے۔ اس حالت میں تو ۵۰۔۵۵ سال گزرے۔ اس وقت ہمیں معلوم نہیں کہ کون کون سے آپشن زیر تجویز ہیں لیکن اگر یہ سب کچھ امریکی دباؤ پر ہو رہا ہے اور امریکی ایجنڈا ہے تو وہ ہمارے لئے سراسر گھاٹے کا سودا ہوگا ہمیں خطرہ ہے کہ کشمیر کے ایک حصہ کو آزاد چھوڑ کر امریکہ اسے اپنی سازشوں کی آماجگاہ بنادے گا اور جیسا کہ اسرائیل مشرق وسطی میں عربوں کے لئے ایک ناسور بنادیا گیا کشمیر میں بھی ایک دوسرا ناسور آس پاس کا ممالک کے لئے پیدا کردیا جائے گا جس سے چین تک کے علاقے نشانہ بنائے جاتے رہیں گے یہ صورتحال پاکستان کے لئے تو ہے ہی خطرناک بھارت بھی ہر وقت امریکی دباؤ اور سازشوں کے زد میں رہے گا۔

مظلوم دینی اور جہادی قوتوں کو دبانے کا ردعمل:

س: صدر مشرف نے بہت ساری جہادی تنظیموں کے آفسوں پر تالے لگوادیئے بہت سارے لوگوں کو گرفتار بھی کیا مگر پھر بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اور بھی زیادہ تنظیمیں بن رہی ہیں اور لوگ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟

ج: دو طبقے ہیں ایک ظالم اور دوسرا مظلوم۔ اس وقت امریکہ اور ساری مغربی قوتیں ایک ہوگئی ہیں وہ ظالم ہیں اور ہم لوگ مسلمان جو آزاد ملک ہیں، حکمرانوں سے ہٹ کر عوام وہ سراسر مظلوم ہیں ان کے ساتھ ظالم قوت جو کچھ کروانا چاہتی ہے کرتی ہے اور اسلامی ملک کے حکمرانوں کو آلہ کار بنایا گیا ہے انہی کے ذریعہ کرواتی ہے ڈاکہ بھی ڈالتی ہے تو ہمارے گھر کے چوکیداروں کو ساتھ ملا دیتی ہے۔ تو مظلوم کو جتنا بھی دباؤ گے تو ظلم کے خلاف اس کی چیخ و پکار اس کی جدوجہد اور سٹرگل مزید بڑھے گی اگر بلاوجہ ایک طبقہ کو ایک تنظیم کو دشمن کے کہنے پر دبایا جائے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ مظلوم قوم جب تک زندہ ہے اور جب تک انسان انسان ہے تو وہ غلامی کیلئے اتنی آسانی کے ساتھ تیار نہیں ہو سکے گا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا معافی نامہ

س: ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ٹی وی پر جو معذرت کی تھی کہ اس نے نیوکلیئر سیکرٹ بیچے تھے تو کیا اس سے ملک شرمندہ ہو گیا ہے؟

ج: نہیں عوام سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ سب کچھ جبری کروایا گیا۔ پہلے اس کو رسوا کروایا پھر یہ خود دلدل میں پھنس رہے تھے تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے جو ملبہ ان پر گرنے والا تھا انہوں نے نیچے غریب سائنسدانوں پر ڈال دیا ان پر ملبہ آتا ہے تو کبھی مسجد کے مولوی پر اور کبھی مدرسہ پر کبھی جہادی تنظیم پر ڈالتے ہیں، خود بچ جاتے ہیں۔ اب جو ساری راز اور چیزیں پھیل گئیں تو جرنیلوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ان کو آگے کر کے قربانی کا بکرا بنوایا۔ اس شخص کا بہت بڑا ظرف اور حوصلہ ہے کہ اتنی طویل قربانیاں ان سائنسدانوں نے دی تو انہوں نے ملک کو مزید دلدل میں پھنسنے اور جرنیلوں کو بچانے کے لئے خود اپنے سر پر سارا الزام لے لیا۔ یہ ہے عوامی تاثر اور یا ان کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ جو کچھ ہم کہلوائیں وہی کہیں ورنہ آپ کے لئے بھی گوانتانامو کے پنجرے تیار ہیں اور آپ کو بھی امریکہ کے حوالہ کر دیں گے۔ اور آپ کا بھی وہی حشر ہوگا۔ تو عوام سمجھتے ہیں کہ ہمارے سائنسدانوں نے ہمیں بہت بڑی عزت دی ہے اور تحفظ دیا ہے ورنہ یہ حقائق اب کھل کھل کر آرہے ہیں۔ کل لیبیا کا اعلان آیا ہے کہ ہم نے تو ان کا نام نہیں لیا' میرے پاس یہاں ایران کا سفیر آیا اور پھر دوسرے دن قونصلر جنرل بھی آیا' انہوں نے مجھے کہا کہ ہم نے بار بار تردید کی' فارن آفس نے بھی اور فارن آفس کے ترجمان نے بھی کہا ہے کہ ہم آپ کے سامنے حلفاً کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستانیوں کا نام نہیں لیا ہے تو یہ ساری چیزیں آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہیں۔ میرے خیال میں شمالی کوریا والوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ ہمیں انہوں نے نہیں دیا ہے۔ تو یہ سب کچھ چیزیں نظر انداز کر دی گئیں۔ تحقیقات اور پوچھ گچھ سے پہلے ایک شخص کو باندھ کر ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دینا اور اسے معافی مانگنے پر مجبور کرنا یہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ باب نہیں بنے گا؟ یہ تو وہ تاریخ میں ہے کہ بڑی بڑی قوموں نے اپنے حکماء اور علماء کو زہر کا پیالہ پلایا تھا۔ ایتھنز میں ہوا یہ تو سقراط بقراط والی

باتیں ہیں،تو اپنے محسنوں کے ساتھ ایسا کرنا مناسب نہیں تھا۔

یہ تو بڑی سازش کی تمہید ہے:

س: تو آپ کے خیال میں کوئی سازش چل رہی ہے؟

ج: یہ تو سازش کی تمہید ہے۔ میں نے بتایا کہ یہ سارا سلسلہ نہیں رک سکے گا جب تک کہ وہ یہ ایٹمی پروگرام کو لپیٹ کر اور سمیٹ کر نہیں لے جائیں گے اور جب تک یہ رول بیک نہ ہوگا تو ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ مستقبل میں ہمیں ایک غلام قوم کی طرح زندہ رہنا ہوگا یا نہیں۔

صدر مشرف ناکردہ گناہوں کا بوجھ کیوں اٹھاتا ہے:

س: آپ کے خیال میں آرمی جرنیل باخبر تھے کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی جارہی ہے؟

ج: اگر بالفرض جارہی تھی تو یہ تو ۱۵ سال پہلے کی بات تھی تو پرویز مشرف انہیں کہہ سکتا تھا کہ اس وقت کیوں مسئلہ نہ اٹھایا گیا، جو حکمران تھے اور ذمہ دار لوگ تھے ان سے محاسبہ ہوتا تو اب وہ کہہ سکتا تھا کہ ہر مصیبت میرے گلے کیوں ڈال رہے ہو، پرانے حساب کتاب اور بے ضابطگیوں کا میں تو ذمہ دار نہیں ہوں۔

اس وقت وہ مردہ گڑھے اکھیڑنے ہی نہ دیتا وہ کہتا کہ اسوقت آپ نے خاموشی کیوں اختیار کی آپ نے عالمی سیاسی مصلحتیں اور مقاصد پورے کرنے تھے۔ سوویت یونین کو بیچ سے اڑانا تھا تو یہ بے بصیرتی ہے کہ ہر مسئلہ اپنے سر پر لیا جائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس معاملہ کا ذمہ دار نہیں،اگر میرا قصور ہے تو مجھے بتاؤ۔

س: جو لوگ موجودہ سیاسی سیٹ اپ میں ہیں جیسے آپ بھی پارلیمنٹ میں ہیں اور دیگر بھی وہ صدر مشرف کے بارے میں کیا سوچتے ہیں کہ انہیں وردی اتارنی چاہیے اور ہٹنا چاہیے؟

ج: سارے سنجیدہ اور باشعور لوگ اور پارلیمنٹ کی سیاسی جماعتیں تو یہی سوچتی ہیں کہ یہ جو کچھ ہورہا ہے صحیح نہیں ہے۔ امریکی سیاست کے ساتھ پیپلز پارٹی اور بعض دیگر پارٹیاں نرم گوشہ بھی رکھتی ہیں تو وہ پرویز مشرف کی پالیسیوں کی درپردہ تائید بھی کرتی رہتی ہیں لیکن سائنسدانوں کے مسئلہ میں وہ سب ناراض ہیں۔

پاک آرمی دشمن کے عزائم سے باخبر ہے:

س: کیا آپ کے خیال میں پاکستان آرمی میں سول وار کا کوئی خطرہ ہے:

ج: میرے خیال میں ایسی صورتحال ابھی نہیں ہے ہماری فوج بڑے حوصلے والی اور سمجھدار ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر سول وار خدانہ کرے شروع ہوگئی تو پھر تو دشمن کا سارا منصوبہ خود بخود پورا ہوجائے گا۔ جو ہماری دینی قوتوں کو مٹانا چاہتا ہے جو ہمارے ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کو غصب کرنے کے درپے ہے تو ہر فوجی یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح تو ان کا کام ہم

خود کر دیں گے۔ اس وجہ سے ان شاء اللہ ایسی صورت پیدا نہیں ہوگی لیکن فوج کی جو پالیسی ساز ادارے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کب تک اس پریشان کن صورتحال کا سلسلہ جاری رکھیں گے اب تو اسے ختم کرنا چاہیے۔

پاکستان کے اسلامی تشخص کو سیکولر نہیں بنایا جاسکتا:

ہر نئی بات جو سامنے آتی ہے صدر صاحب اسے بڑے زور و شور سے آگے بڑھاتے ہیں وہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو تبدیل کر کے سیکولر کروانے کی باتیں بھی بار بار کرتے ہیں۔ اس کو ترکی اور مراکش کی طرح ترقی یافتہ سٹیٹ بنانے کے خواب دیکھتا ہے جبکہ ترکی اور مراکش اور تھے، ہمارا تو بنیادی اساس یہی لا الہ الا اللہ تھا پاکستان بنا ہی نظریاتی بنیاد پر ہے اس کی کوئی سرحدات یا جغرافیہ یا قومی و نسلی کوئی جواز الگ کرنے کا نہ تھا، صرف یہی تھا کہ مسلمان ایک قوم ہے۔ تو ترکی اور مراکش کے طرز پر جو کوئی سوچتا ہے وہ اس ملک کے ساتھ اچھا نہیں کرتا اور اس طرح نہ یہ بن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کامیاب ہوسکتا ہے، ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ اس ملک کے مزاج اور اس کے تاریخی پس منظر اور تخلیق پاکستان کی جو اساس ہے اس سے وہ انحراف نہ کرے۔

دینی مدارس پر پابندیوں کی کوششیں:

س: دینی مدارس پر آج کل وہ چاہ رہے ہیں کہ کوئی پابندی آجائے اور ان کی اصلاح ہوجائے تو آپ اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟

ج: یہ ایک بڑا طویل سلسلہ ہے یہ آج کی بات نہیں ان قوتوں کا سارا نشانہ اسلامی تعلیمات ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے سرچشمے یہ دینی ادارے ہیں۔ مسلمان دو چیزوں سے زندہ رہ سکتا ہے ایک تو نظریہ پر مسلمان زندہ رہے گا، نظریہ ہے اسلامی نظام و تعلیمات نظریاتی لحاظ سے مسلمان ایک الگ تشخص رکھتا ہے وہ اس کی بقاء کی بنیاد ہے۔ دوسری چیز ہے، دفاعی صلاحیت کہ وہ دشمن کا مقابلہ مادی طور پر کر سکے اب قوم کے زندہ رہنے کا ایک اخلاقی اور نظریاتی بنیاد ہے اور اس نظریاتی اساس کے سرچشمے ہیں، دینی ادارے، دینی تنظیمیں، مسجدیں مولوی خانقاہیں مشائخ اسلامی علوم اور اس کی کورسیں اسی سے امت مسلمہ نظریاتی طور پر قائم ہے، تو ایک وار تو وہ اس پر کر رہے ہیں کہ یہ نظریاتی سرچشمے بالکل تباہ و برباد ہوں۔ دفاعی صلاحیت میں بھی اسے نہیں بڑھنے دیا گیا لیکن خدا نے مدد کی کہ صرف پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے دفاعی صلاحیت دے دی۔ اب وہ کہتا ہے کہ دفاعی صلاحیت بھی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ کسی دشمن سے اگر آپ اس کا نظریہ اور جذبہ بھی نکال دیں اور ہاتھ سے بندوق بھی چھین لیں پھر وہ بکری اور مرغی کی طرح آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ تو دشمن سمجھتا ہے کہ یہ دو چیزیں ان سے نکال لی جائیں، دفاعی صلاحیت مسلمانوں کے پاس نہ ہو اور دفاعی صلاحیت سے بھی زیادہ جو عقیدے کی بنیاد ہے جو جذبہ جہاد اور شہادت سے سرشار کرتا ہے ایک نوجوان لڑکی کو بھی فدائی حملے پر مجبور کرتا ہے جو کہ جا

کر اپنے جسم کے پرخچے اڑادیتی ہے۔ سوٹیڈ بوٹیڈ جینز پہنی ہوئی کالج یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی فلسطینی وفانامی خاتون وہ کون سا جذبہ ہے۔ جو کہ اسے خود کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام اس کو یہ نہیں کہتا ہے کہ اسے تخریب کاری کے لئے استعمال کرو، اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی تمہارے اوپر ظلم کرے اور تمہیں تباہ کرے، تمہارے گھر بار لوٹے، تمہاری جان عزت آبرو محفوظ نہ ہو تو پھر سب کچھ لٹادو، لیکن یہ وہ تب لٹا سکتا ہے کہ اس کا آخرت کا تصور ہو کہ میں اس طرح زندہ جاوید ہوں گا۔ اور شہادت کے بعد مجھے حقیقی زندگی حیات جاودانی ملے گی۔ تو دشمن ایک تو اسکو ختم کرنا چاہنا اور دوسری دفاعی صلاحیت وہ سارا سلسلہ آپ کے سامنے ہے

اسلامی نظریہ اور دفاعی صلاحیت دشمن کا نشانہ ہیں:

بالفرض اگر کسی مسلمان سائنسدان نے ایران، لیبیا اور کوریا کو دیا تو کیا جرم کیا ہے جب سارا یورپ ایک دوسرے کو دے رہا ہے تو سارے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے پاس جو بھی صلاحیت اور علم آئے تو علم کو پھیلائے، علم کسی کی جاگیر نہیں ہوتی۔ اگر جاپان ساری دنیا میں اپنی ٹیکنالوجی پھیلا سکتا ہے اور یورپ سارا دفاعی اور ایٹمی صلاحیت تقسیم کرتا پھرے ایک ایک کو بانٹتا پھرتا رہے۔ جرمنی بھی اور ہالینڈ بھی تو پھر مسلمانوں پر کیوں پابندی لگائی جاتی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر نے اگر ایسا کیا بھی تو شاید وہ سمجھتا ہوگا کہ سارے مسلمانوں کا دفاع اسی میں ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ ۵۵ اسلامی ممالک کو جو علم ہاتھ آئے اسے تقسیم کرنا چاہتے، علم ایک روشنی اور نعمت ہے اس کو ایک بند کمرے میں نہیں رکھنا چاہیے۔ یا تو وہ بھی کہہ دیں کہ ہم ایٹمی صلاحیت سے دستبردار ہوتے ہیں اور تمام ایٹمی ذخائر تلف کرتے ہیں۔ وہ اس کی ابتداء اور آغاز کرے تو یہ انسانیت پر بہت بڑا احسان ہوگا پوری دنیا اس عذاب سے نکل جائے گی۔ مگر جب تک کوئی دشمن قوت میں رہے گی اور وہ کہتا ہے کہ میرے پاس ایٹم بم اور کلاشنکوف بھی ہوگا اور آپ کے پاس چاقو بھی برداشت نہیں کرتا تو یہ دوہرا معیار ہے اور کبھی بھی ظالم اور مظلوم کی تاریخ میں ظالم کامیاب نہ ہوسکا۔

ایٹمی صلاحیت پھیلانے والوں کا محاسبہ مغرب میں کیوں نہیں ہورہا:

س: تو آپ کے خیال میں یہ لیبیا اور ایران کو جو ایٹمی صلاحیت دی گئی اور یہ بات بھی آئی ہے کہ سعودی عرب اور ملائیشیا کو اس سلسلہ میں بھی مدد دی گئی تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ کیونکہ مسلمان ملک ایک دوسرے مسلمان ملک کی مدد کررہا ہے۔

ج: مدد کی ہے یا نہیں لیکن پروپیگنڈہ تو چل رہا ہے اب میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اگر وہ سارے دنیا کو بانٹنے کا حق رکھتا ہے اور ایٹمی ہتھیار پھیلانے میں لگا ہوا ہے۔ اور بلیک مارکیٹنگ کرنے والے اور بڑے بڑے ادارے بروکر وغیرہ سارے یورپین اور غیر مسلم ہیں جو کہ خریدتے اور پھیلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے اپنے سورسز نہیں ہیں کہ ان بروکروں کے بغیر کچھ کرسکے۔ میرے خیال میں تو وہ ماچس بھی افغانستان جاکر صحیح طور پر نہیں بیچ سکیں گے۔ تو یہ لوگ

بروکروں کو کیوں نہیں پکڑتے اگر ان کو حق ہے کہ ساری دنیا میں ایٹمی صلاحتیں پھیلتی رہے اور تقسیم ہوتی رہے تو پھر مسلمانوں اور مظلوم قوموں اور تیسری دنیا کی قوتوں کو بھی مفلوج نہ رہنے دے ان کو بھی نہ روکے۔

بہادر دشمن خود مسلح ہو تو دوسرے کو بھی مسلح کرنے دیتا ہے:

بہادر آدمی وہ ہے جو کہ دوسرے کو بھی کہے کہ تم بہادری سے مقابلہ کرتے رہو۔ آؤ تمہارے پاس بندوق نہیں ہے۔ تو لے لو پہلے زمانہ میں مقابلہ ہوتا تو اگر کسی کے پاس تلوار نہ ہوتی تو اسے تلوار دیتے کہ بھئی تمہارے پاس بھی تلوار ہونی چاہیے جبکہ میرے پاس بھی۔ اب آؤ کشتی لڑتے ہیں پھر پتہ چلتا مگر یہ تو بڑی بخیل کمزور اور بزدل قوم کی بات ہے کہ میرے پاس تو سب کچھ رہے لیکن تمہارے پاس کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا چھری بھی نہیں اب وہ اپنے آپ کو ماڈرن او رروشن خیال اور تعلیم یافتہ قومیں کہتی ہیں کہ ان کو خود سوچنا چاہیے کہ عدل وانصاف کے ترازو پر یہ فیصلہ کیسا ہے۔

مسلمانوں پر خودکش حملوں کا کیا جواز ہے:

س: فلسطین میں جو لوگ اپنے آپ کو اڑا رہے ہیں وہ تو یہودی اور عیسائیوں کے خلاف ہو رہا ہے۔ لیکن پاکستان میں جو پرویز مشرف پر خودکش حملے ہوئے یہ تو مسلمان مسلمان پر کر رہا ہے۔

ج: دیکھئے! یہ کسی کی اپنی ایک سوچ ہوگی ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں نہ وہ ہمیں معلوم ہیں اور نہ ہی ہم اس طریقے کو ایک اسلامی ملک میں مفید سمجھتے ہیں۔ اس سے ہمارا ملک غیر مستحکم ہوگا اور انتشار کی راہ ہموار ہوگی ممکن ہے کہ یہ دشمن کروا رہا ہو یا کسی کے ذہن میں کوئی چیز ڈالی گئی کہ ایسا کرنا تمہاری طرف سے ایک جہاد ہے اب ذہنوں پر تو پہرے نہیں لگائے جاسکتے۔ ہر شخص دنیا میں جاگتا ہے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے تو وہ کوئی تنظیم یا استاد یا ادارہ ان کو مجبور نہیں کرتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کے دلوں میں ایک آگ سلگتی ہے پتہ نہیں کتنے لوگوں کے دلوں میں یہ آگ سلگ رہی ہے کہ ہمارے حکمران کفر کا ساتھ کیوں دے رہے ہیں۔ اگر حکمران بدقسمتی سے دشمن کے صفوں میں کھڑے ہوجائیں گے تو ان لوگوں کو تو کوئی نہیں سمجھا سکتا ہے جو کر بیٹھتے ہیں اچھا نہیں کرتے لیکن جو نشانہ بنتا ہے اسے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ یہ حملے کیوں ہو رہے ہیں۔ امریکہ کو سوچنا چاہیے کہ ۱۱ ستمبر کا واقعہ کیوں ہوا اور اس کے پیچھے کیا عوامل تھے بجائے اسکے وہ شور مچائے کہ پکڑو پکڑو اسکو ساری پالیسیوں پر سوچنا اور نظر ثانی کرنا چاہیے کہ آؤ بیٹھو تھنک ٹینک ہیں ان کو بٹھائیں سیمینارز منعقد ہوں پروفیسرز سائنسدان اور سیاستدان مل کر بیٹھیں اور سوچیں کہ یہ وجوہات کیا تھے کیوں ہم نے لوگوں کو اس حد تک مجبور کیا کہ وہ آئیں اور ہماری اتنی بڑی بڑی عمارتیں اڑائیں اور اپنی جانوں کو بھی قربان کردے۔ پھر وہ اس نتیجہ پر پہنچتے کہ ہاں ہماری بھی کچھ غلطیاں ہیں ہمارا دوہرا معیار ہے، ہم کچھ زیادتی مظلوم قوموں کے ساتھ کر رہے ہیں اور اسکی اصلاح کرتے پھر سب کچھ صحیح ہوجاتا۔